جناب محمد امجد تھانوی صاحب
ریسرچ اسکالر کلیہ معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی

قیام امن کیلئے رحمۃ اللعالمینؐ کا عملی نمونہ

آج سے تقریباً پندرہ سو برس قبل کا واقعہ ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے بعد حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کے سلسلے میں ہر قبیلہ اپنا حق مقدم سمجھتا ہے۔ نزاعی صورتحال ہے جس کے نتائج سخت خوفناک معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہوئے اس بات پر آمادہ کر دیتے ہیں کہ جو شخص علی الصبح سب سے پہلے خانہ کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہو وہ اس نزاعی مسئلہ کا جو بھی حل پیش کرے سب کیلئے قابل قبول ہوگا۔

آنے والی صبح اہل مکہ کیلئے پیام امن لائی ہے۔ (محمد ﷺ) کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہونے والے پہلے شخص ہوتے ہیں اور سب بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ

هذا الامين ' رضينا ' هذا محمد

یہ امین ہیں ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں یہ (محمد ﷺ) ہیں۔ توجہ فرمائیے کہ قیام امن کیلئے رحمۃ اللعالمین کا عملی نمونہ کیا ہے؟ آپ چاہتے تو حجر اسود اٹھا کر اسے اسکی جگہ نصب فرما دیتے اور کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ مگر بات قیام امن کی تھی۔ آپ نے چادر زمین پر بچھائی اس میں حجر اسود رکھا اور تمام قبیلوں کو چادر پکڑنے کو فرمایا اور دست مبارک سے حجر اسود کو اسکی جگہ نصب فرمادیا اور یوں بعثت سے قبل ہی اپنے عمل سے اہل عرب کو ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے نجات دلاتے ہوئے ان کے مابین امن واخوت کی فضاء قائم فرماتے ہوئے انہیں نئی زندگی بخش دی اور ایک ایسے معاشرہ کی اصلاح فرمادی جو چند لمحوں میں ختم نہ ہونے والے سلسلہ فساد کی جانب گامزن ہوا چاہتا تھا۔ اس لیے بعثت کے بعد اہل ایمان کو یہ باور کرادیا گیا کہ رحمۃ اللعالمین کی آواز بر لبیک کہو۔

"یاایھاالذین امنوا استجیبولله وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم"

(اے ایمان والو! اللہ اور رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول ﷺ تمہیں اس چیز کیلئے

بلائیں تو تمہیں زندگی بخشے گی)۔ امام رازیؒ (۳)، علامہ آلوسی (۴) اور دیگر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں سعید بن معلیٰ اور ابی بن کعبؓ کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ جب دوران نماز ان حضرات کو حضور ﷺ نے پکارا اور ان کے جواب نہ دینے پر بعد ازاں فرمایا: کیا تم نے قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو (۵)۔ گویا اللہ نے حضور ﷺ کا ادب ہر شے پر مقدم قرار دیا۔ قرآن کریم میں نو مقامات پر حضور ﷺ کے ادب کی تعلیم دی گئی ہے (۶)۔ اور چھ مقامات ایسے ہیں جہاں حضور اکرم ﷺ کی شان میں کسی طرح کی بھی گستاخی کو کفر قرار دیا گیا ہے (۷)۔ اور یہ اس لئے کہ ان کی دعوت کو معمولی بات نہ سمجھا جائے بلکہ یہ یقین کامل ہو کہ اس دعوت پر لبیک کہنے سے حیات نو ملتی ہے اور معاشرہ اصلاح کی جانب گامزن ہوتا ہے۔ جب کہ آپ کی شان میں گستاخانہ رویہ اختیار کرنا بربادی ہی بربادی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حیات ارضی میں جہاں بنی آدمؑ میں زمانہ قابیل سے ہی اس کے لئے قربانی جسم و جان کی ریت پڑی وہاں پیغمبران امن (انبیاء کرامؑ) کی دعوت رشد و ھدایت نے اس سسکتی ہوئی انسانیت کی آہ و بکا کو قرار و سکون میں تبدیل کر کے اسے اسفل سافلین (۸) سے نجات دلا کر احسن تقویم (۹) کے حقیقی معیار پر لا کھڑا کیا۔ انسانی معاش پر رحمان کا یہ سلسلہ رحم صدیوں سے انبیائے مرسلین کے ذریعہ جاری رہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ طوفانی اژدھان اپنی طاغوتیت سے ان بندگان خدا کو ایذا رسانی میں مبتلا کرتے ہوئے بر و بحر میں فساد کا سبب بنے رہے جس سے خالق کائنات کی قہاریت بھی اپنا کام دکھاتی رہی...... "ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملو العلهم یرجعون" (۱۰)

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ خدا ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آئیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کو غلط کاموں سے پھیرنے کیلئے اور مجرموں کو ان کے اعمال کی پاداش میں سزاوار ٹھہرانے کیلئے مکافات عمل کا سلسلہ جاری رہا اور رب العالمین نے حیات انسانی کو جاہلیت کی تاریکیوں سے نکالا اور انہیں شعور عطا فرما کر اپنے حبیب خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ امن و اخوت کی نوید سنائی۔

"وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین "(۱۲) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت (بناکر) بھیجا۔

امن واخوت کی دعوت اور اس کار د عمل : حضور اکرم ﷺ نے اپنی اجتماعی جدوجہد کا آغاز کوہ صفا کے اعلان سے فرمایا (۱۳) آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو پکارا۔ آپ کی شخصیت ان کے دلوں میں اس قدر گھر کئے ہوئے تھی کہ ہر شخص آپ کی پکار سن کر دوڑا ہوا آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے سب سے پہلے یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ برائیاں چھوڑدو (۱۴) بلکہ سب سے پہلے اپنی شخصیت کو ان کے سامنے رکھا اور فرمایا! "لوگو! تمھاری میرے متعلق کیا رائے ہے؟ سب نے یک زبان جواب دیا ہم آپ کو امین اور صادق سمجھتے ہیں۔ رحمۃ اللعالمین نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنی ذات کیلئے مزید اقرار لینا ضروری سمجھا اور فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن کا لشکر چھپا ہے اور وہ آن کی آن میں تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اس بات کو مان لوگے؟ قریش مکہ بے ساختہ بولے 'اے محمد (ﷺ) ہم اس بات کو ضرور مان لیں گے جب شخصیت کی حیثیت واضع طور پر متعین ہوگئی تو پھر آپ نے ان کے سامنے اصلاح ومعاشرہ کا عملی پروگرام رکھا (۱۵)۔ گویا ان کی اصلاح سے قبل یہ بات واضح کردی کہ تم خود گواہ ہو کہ میں اصلاح یافتہ ہوں۔ اس کے بعد کے واقعات پر ہم اگر نظر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر موقع پر آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت فرمادیا کہ آپ انسانیت کو دعوت امن واخوت دینے آئے ہیں تاکہ انسانی معاشرہ اصلاح پاسکے۔

(الف) مسلمانوں پر زیادتیاں ہوتے دیکھ کر آپ نے انہیں طاقت سے جواب دینے کیلئے نہیں فرمایا بلکہ قیام امن کو مد نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ وہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کرجائیں (۱۶)۔

(ب) قریش کے قطع تعلق کا جواب قطع تعلق سے نہیں دیا بلکہ امن وامان کی خاطر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور ہوگئے (۱۷)۔ (ج) سفر طائف میں جب آپ کی دعوت پر لبیک کہنے کے بجائے وہ لوگ آپ کی ایذارسانی کا سبب بنے تو بھی آپ نے ان کے لئے امن وعافیت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا "میں ان لوگوں کی تباہی کیلئے کیوں بددعا کروں۔ یہ اگر ایمان نہیں لاتے تو کوئی بات نہیں امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ پر ایمان لانے والی ہوں گی" (۱۸)۔

(د) جب قریش نے مدینہ منورہ ہجرت کیلئے مجبور کر دیا اور سفر ہجرت کے دوران مراقہ بن مالک جعشم انعام کے لالچ میں پیچھا کرتے ہوئے عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد امن کا خواستگار ہوا تو اس داعی واخوت نے اسکو بھی پروانہ امن لکھ کر دیا (۱۹)۔ (ر) مدینہ پہنچے پر آپ نے میثاق مدینہ (۲۰) اور رشتہ مواخات (۲۱) کا سلسلہ قائم کرتے ہوئے امن واخوت کی وہ بنیاد ڈال دی جو قیام امن کا ایسا سبب بنی کہ آج تک تاریخ اسکی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ (ز) صلح حدیبیہ کے نکات پر غور کیجئے۔ یہاں تک کہ آپ نے امن قائم کرنے کی خاطر اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نہ لکھنے کی بھی اجازت دے دی (۲۲)۔ (س) صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے سلاطین اور امراء عالم کی طرف جو تبلیغی خطوط تحریر فرمائے ان میں بھی بنیادی موضوع قیام امن تھا۔ خصوصاً کسریٰ پرویز بن ھرمز شاہ فارس کے نام خط میں بالکل واضح طور پر یہ عبارت موجود ہے۔ اسام تسلیم (۲۳) اسلام قبول کر لو امن میں رہو گے۔ (ش) اور پھر فتح مکہ کا وہ دن جو کسی بھی فاتح کی خوابوں کی تعبیر ہوتی ہے۔ دنیا نے پہلی جنگ عظیم کے بعد Warsaw Pact کی صورت میں فاتح اور مفتوح کا معاملہ دیکھا ہے اور دوسری جنگ عظیم کے بعد بھی۔ لیکن کیا قیام امن کے اس عمل کی مثال پیش کی جاسکتی ہے جو انسانی تاریخ میں اتنی عظیم فتح جو اکیس برس کی طویل اور جان لیوا کشمکش کے بعد حاصل ہوئی اور وہ بھی اس پر امن طریقہ پر کہ قتل وغارت سے اسلامی فوج کو بالکل منع کر دیا۔ اور یہ شہر کی بات ہے جس میں آپ کیلئے قدم قدم پر کانٹے بچھائے گئے۔ گلے میں کپڑا ڈال کر ایذارسانی کی گئی۔ اور یہ اس شہر کی بات ہے جس میں آپ کے قتل کے منصوبے تیار کئے گئے اور آخر کار آپ کو اس شہر سے نکل جانے کیلئے مجبور کیا گیا ہے۔ اسی شہر میں حضور ﷺ نے خون کا ایک قطرہ بھی گرانا پسند نہ فرمایا۔ بڑے بڑے جانی دشمن مفتوح ہو کر سامنے آئے تو رحمۃ اللعالمین نے فرمایا "میں تمھارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔

"لاتثریب علیکم الیوم اذعبوافانتم الطلقاً" (۲۵)۔ (آج کے دن تم سے کوئی باز پرس نہیں۔ جاؤتم سب آزاد ہو)۔ (ص) پیغمبر اسلام نے اپنے عمل سے نہ صرف وقتاً فوقتاً ہمارے لئے قیام امن کی مثالیں چھوڑیں بلکہ اپنے آخری پیغام (حجۃ الوداع) میں ان تمام رسموں کو ختم

کرنے کا اعلان کیا جو امن کو درہم برہم کرنے اور معاشرے کی تباہی کا سبب تھیں۔ اسکا انتقام لینا خاندان والوں کا فرض بن جاتا اور سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی ادائیگی فرض کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ یوں لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم ہو جاتا اور لوگوں کیلئے امن کی زندگی ایک خواب بنی رہتی۔ رحمۃ اللعالمین نے نہ صرف اس دن اس بے ہودہ رسم کے خاتمہ کا اعلان کیا بلکہ اپنے عمل سے ہمیں مشعل راہ بھی دکھا دیں۔ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا۔ ودمأالجاهدية موضوعة واول دم اضع دمانادم ابن ربيعة ابن حارث وهو موضوع كله"(۲٦)۔ جاہلیت کے تمام انتقامی خون باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کی طرف سے ربیعہ بن الحارث کا خون باطل کرتا ہوں۔ کاش کہ آج کے دور کا انسان اس حقیقت سے آشنا ہو جائے تو اختلاف قوم، رنگ و نسل اور زبان تمام جھگڑے از خود مفقود و متروک ہو جائیں اور نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ دنیائے عالم میں امن کا عظیم رشتہ قائم ہو جائے گا۔ جس کے لئے قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ :"وماكان الناس الامة واحدة فاختلفوا"(۲۸)(اور سب لوگ پہلے ایک ملت تھے پھر جدا جدا ہو گئے)۔ آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے رحمۃ اللعالمین کے عطا کردہ اس عظیم الشان عملی نظام کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اپنے اذہان کے ناکام اصول و قوانین کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں آج کی دنیا میں امن قائم کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ ہم نے جس تیزی سے مادی ترقی کی ہے۔ اخلاقی طور پر اس کا ساتھ نہ دے سکے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا   اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

ذرا غور کیجئے کہ یہ ہم سب کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ آج وطن عزیز پاکستان کا سب سے بڑا شہر جو قائد بھی ہے کن کن تفرقات اور نفرت و عداوت کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہی فرزندان شہر ہیں جن کے آباو اجداد نے حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں یک جان ہو کر رشتہ ملی کے عظیم جذبہ سے سرشار قیام امن کی خاطر مسلمانان برصغیر کی فلاح و نجات اور استحکام و ترقی کیلئے پاکستان کو وجود بخشا، لیکن ہم ذاتی منعفت کو قومی معفت قرار دیتے رہے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے جوش میں ہوش کھو بیٹھے اور اپنے ہی بھائیوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگ رہے ہیں۔ یاد رہے

اگر ہمیں اب بھی ہوش نہ آیا تو ہمارے رنگ ونسب میں غبار آلود یہ پر ہمیں محو پرواز کے بجائے زمین بوس کر دیں گے۔ آیئے پہلے اسکا علاج کر لیں جیسا کہ مفکر پاکستان حضرت اقبالؒ نے فرمایا :۔

غبار آلودہ رنگ ونسب ہیں بال وپر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا

ذرا غور کیجئے ! یہ کیسی قبیح حرکت ہے جس میں آج ہم ملوث ہیں ہماری امن وسلامتی' عزت ووقار' ترقی واستحکام اور سکون وآشتی کا واحد ذریعہ رحمۃ اللعالمین کے اس فرمان میں پوشیدہ ہے کہ......

"کونوا عباداللہ اخوانا المسلم اخوالمسلم لا یظلمه ولا یخذ له ولا یحقره"(۳۱)

ترجمہ : (اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل وخوار کرتا ہے)۔ اور پھر اپنے آخری پیغام میں ہمیں یہ درس دیا کہ :

"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده ولمهاجر من هجر مانهی اللہ"(۳۲)

ترجمہ : مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنے معاشرے میں قیام امن کے طلب گار ہیں تو ہمیں رحمۃ اللعالمین کے عملی نمونہ کی پیروی کرنی ہوگی۔ آیئے عہد کریں کہ ہم رحمۃ اللعالمین کے عملی نمونہ کی تفسیر بنتے ہوئے دوسروں کیلئے رحمت بن جائیں گے اور یوں معاشرے میں امن کا دور دورہ ہوگا۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

حوالہ جات

(۱) السیرۃ النبویہ۔ ابن ہشام' ابو محمد عبدالمالک' مصر' مصطفیٰ البابی جلبی' ۱۳۵۵ھ' ص ۲۰۹' الجز الاول (۲) القرآن۔ ۸/۲۴۔ (۳) تفسیر الکبیر۔ رازی' امام محمد الرازی فخر الدین' طہران' دار الکتب العلمیہ' ص ۱۴۶' الجز خاص عشر (۴) روح المعانی۔ آلوسی' ابی الفضل شہاب الدین' السید محمود' بیروت' احیاء' التراث العربی' ص ۱۹۱ الجز' القاسع (۵) فتح الباری (شرح بخاری)۔ ابن حجر' احمد بن علی عسقلانی' بیروت' ۔۔۔۔ المعرفۃ' ص: ۳۰۷' حدیث ۴۶۴۷ (۶) القرآن۔ ۴/۲۵' ۵/۱۲' ۷/۱۵۷' ۸/۲۴' ۲۴/۶۳' ۳۳/۳۶' ۴۷/۹' ۴ اور ۴۹/۳۰۱ (۷) القرآن : ۲/۱۰۴' ۹/۶۱' ۹/۶۵' ۳۳/۵۷' ۳۸/۷۰۔۷۸ اور ۶/۴۹ (۸) القرآن۔ ۵/۹۵ (۹) القرآن۔ ۴/۹۵ (۱۰) القرآن۔ ۴۱/۳۰ (۱۱) القرآن۔ ۲۱/۱۰۷ (۱۲) جب قرآن کی آیت ...... وانذر عشیر تک الاقربین (القرآن ۲۶/۲۱۴) نازل ہوئی۔ (۱۳) آپ نے اہل قریش کو اکٹھا کر کے ان کو دعوت اسلام دی۔ معاشرہ اتنا بگڑ چکا تھا کہ فوراً برائیوں سے اجتناب ان کے بس کی بات نہ تھی۔ اسی لئے خاتم النبین نے قریش کے سامنے

(باقی صـ ۱۵ پر)